تنقید و تبصرہ

مودودی اور جمہوریت

از حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی

ناشر ادارہ معارف اسلامیہ۔ مبارکپورہ سیالکوٹ

یہ ۳۲ صفحے کا ایک رسالہ ہے جس میں مولانا مودودی صاحب کے مقالات میں سے اقتباسات دیئے گئے ہیں جن میں مولانا نے جمہوریت اور ڈیموکریسی کی سخت مخالفت کی ہے۔ مولانا سالہا سال تک جمہوریت اور ڈیموکریسی کو بمنزلہ کفر قرار دیتے رہے ہیں، لیکن اس رسالہ کے مرتب کے الفاظ میں مولانا ہی ہیں جو جمہوریت کے بڑے زبردست داعی اور ان کے نزدیک جمہوریت کا قیام ہی وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

جب اس برصغیر میں برطانوی امپیریلزم کو ختم کرنے کے لئے کانگرس اور مسلم لیگ دونوں مصروف پیکار تھیں، تو جہاں مولانا مودودی نے کانگرس کی مخالفت کی، وہاں

مسلم لیگ کی حصول پاکستان کی جدوجہد کو بھی مردود قرار دیا، اور اس سلسلہ میں انہوں نے لکھا:۔

"مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک یہ امر بھی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا کہ ہندوستان کو انگریزی امپیریلزم سے آزاد کرایا جائے۔ انگریزی حاکمیت سے نکلنا تو صرف لاالہ کا ہم معنی ہوگا فیصلہ کا انحصار محض اس نفی پر نہیں ہے، اس پر ہے کہ اس کے بعد اثبات کس چیز کا ہوگا؟ اگر آزادی کی یہ ساری لڑائی صرف اس لئے ہے کہ امپیریلزم کے 'الٰہ' کو ہٹا کر ڈیموکریسی کے الٰہ کو بت خانۂ حکومت میں جلوہ افروز کیا جائے تو مسلمان کے نزدیک درحقیقت اس سے کوئی بھی فرق نہیں ہوتا ہے۔ لات گیا۔ منات آگیا۔ ایک جھوٹے خدا نے دوسرے جھوٹے خدا کی جگہ لے لی۔ باطل کی زندگی جیسی تھی ویسی ہی رہی۔ کون مسلمان اس کو آزادی کے لفظ سے تعبیر کرسکتا ہے۔"

غرض مولانا کے نزدیک امپیریلزم لات ہے۔ اور اسے ہٹا کر ڈیموکریسی قائم کرنا منات کو لانا ہے۔ اس کے عمدہ معنے یہ ہوئے کہ امپیریلزم قائم رہے، کیونکہ اس کی جگہ تو ڈیموکریسی ہی لینے کی جدوجہد کر رہی ہے۔ مولانا قیام پاکستان تک اور اس کے قیام کے بعد تک ڈیموکریسی کی اسی طرح مخالفت کرتے رہے۔ اور یہ مخالفت کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر نہیں بلکہ بزعم مولانا خدا اور اس کے رسول صلعم کی تعلیمات کے مطابق تھی لیکن اب مولانا جمہوریت کے زبردست حامی ہیں۔

جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کا دعویٰ ہے کہ وہ پاکستان کے مخالف نہ تھے بلکہ آج کل وہ مسلم لیگ کے لیڈروں سے زیادہ تحریک پاکستان اور نظریہ پاکستان کے حامی بنتے ہیں لیکن تحریک پاکستان کے دوران کی مولانا مودودی کی ایک تحریر کا اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لئے اس مسئلہ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ ہندوستان کے جس حصہ میں مسلمان کثیر التعداد ہیں وہاں ان کی حکومت

قائم ہو جائے۔ میرے نزدیک جو سوال سب سے مقدم ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے اس پاکستان میں نظام حکومت کی اساس خدا کی حاکمیت SOVEREIGNTY پر رکھی جائے گی یا مغربی نظریہ جمہوریت کے مطابق عوام کی حاکمیت پر۔ اگر پہلی صورت ہے تو یقیناً یہ پاکستان ہوگا، ورنہ بصورت دیگر یہ ویسا ہی "ناپاکستان" ہوگا جیسا ملک کا وہ حصہ ہوگا جہاں آپ کی اسکیم کے مطابق غیر مسلم حکومت کریں گے، بلکہ خدا کی نگاہ میں یہ اس سے زیادہ ناپاک، اس سے زیادہ مبغوض وملعون ہوگا کیونکہ یہاں اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے وہ کام کریں گے، جو غیر مسلم کرتے ہیں۔"

ا۔ مولانا اسی پاکستان میں مغربی جمہوریت، کے قیام میں کوشاں ہیں، اور انہیں بالکل یاد نہیں رہا کہ وہ برسوں تک اس کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولانا مودودی میں اس قدر تضاد کیوں ہے اور کیوں وہ ایک وقت میں ایک بات کہتے ہیں اور پھر اسی بات کی وہ بعد میں مخالفت کرتے ہیں۔ دراصل اس کی وجہ ان کا کسی نہ کسی طرح اقتدار میں آنے کا جذبہ ہے مولانا کے برسوں کے ساتھی اور جماعت اسلامی کے ایک سابق ممتاز رہنما مولانا امین احسن اصلاحی نے ان کی اس ہوس اقتدار سے پیدا ہونے والی اس تبدیلی کو یوں بیان کیا ہے

"اس تبدیلی نے ان کو فکری اور عملی دونوں اعتبارات سے اس قدر بدل دیا کہ بالآخر آہستہ آہستہ وہ ہر اس سوراخ میں خود گھسے جس سے دوسروں کو نکالنے کے لئے انہوں نے خدائی فوجدار بن کر قلم کا ڈنڈا چلایا تھا۔ جن چیزوں کو انہوں نے پورے زور اور قوت کے ساتھ حرام کہا تھا ان کو حلال کہا۔ جن چیزوں کے لئے انہوں نے دوسروں کو مطعون کیا تھا اُن کے مرتکب خود ہوئے۔ جن اصولوں کو مذہب قرار دیا تھا ان کو خود توڑا۔ جن باتوں کی بنا پر وہ دوسروں پر پھبتیاں چست کرتے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے اب اپنے لئے خود اُن باتوں کا بڑی کوشش

سے اہتمام کرنے لگے۔"

مرتب نے زیر نظر کتابچہ کے آخر میں "جمہوریت اسلام کی نظر میں" کے عنوان سے خود اپنے قلم سے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں موصوف نے مولانا مودودی سے بڑھ کر جمہوریت کی مخالفت کی ہے اور جمہوریت کے اصول معیاری سے اپنی بے علمی کا مظاہرہ کیا ہے ان کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"لہٰذا معلوم ہوا کہ جمہوریت نہ تو دینی لحاظ سے جائز ہے اور نہ ہی سیاسی یا ملکی لحاظ سے پاکستان اور مسلمانوں کے مزاج کو یہ راس آتی ہے۔ اور اس کا مطالبہ پاکستان میں اسلام اور اقامتِ دین کا مطالبہ نہیں بلکہ کفر کی قدروں کو رائج کرنے کا مطالبہ ہے۔"

معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرتب جمہوریت کی ابجد تک سے ناواقف ہیں۔ بہر حال جہاں تک مولانا مودودی کے تضادات کا تعلق ہے انہوں نے اس رسالہ میں انہیں جمع کر دیا ہے۔

قیمت ایک روپیہ۔ طباعت وکتابت اوسط درجے کی ہے۔

مخطوطات تاریخی

نوشتہ حکیم سید شمس الدین قادری

ناشر:۔ راجہ بک ڈپو۔ جونا مارکیٹ۔ کراچی ۲

آج سے کوئی تیس سال پہلے مصنف نے نواب حیدر یار جنگ بہادر مولانا حبیب الرحمٰن خاں کا کتب خانہ دیکھا تھا جو بعض نادر کتابوں پر مشتمل ہے۔ موصوف نے اس پر ایک مضمون لکھا ہے۔ اس کتابچہ کا پہلا مضمون جو ۲۸ صفحات پر ہے اس کتب خانے کے بارے میں ہے جس میں اس کی بعض نادر کتابوں کا ذکر ہے۔ دوسرا مضمون